**OPEN ACCESS**
*Al-ISRA*
*﴾International Journal of Islamic Thought﴿*
*ISSN: 2959-3603*
*www.israjr.com*

*Al-ISRA*
*Vol.:5, Issue: 1, Jan -March 2026 PP: 313-321*

# تصوف بارے جاوید احمد غامدی کے افکار و تفردات: ایک تحقیقی جائزہ

# *Javed Ahmad Ghamidi's Concept of Tasawuf and its Uniqueness: A Research Review*

**Sobia Kousar**
*MPhil Scholar, Institute of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan*
*Email: sobiakousar459@gmail.com*

**Rubina Kouser**
*Visiting Faculty Member, University of Layyah, Layyah*
*Email: rubinakouser204@gmail.Com*

**Dr. Jameel Ahmad Nutkani**
*Assistant Professor, Institute of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan*
*Email: jamilnutkani@bzu.edu.pk*

## Abstract

*Javed Ahmad Ghamidi, a prominent contemporary Islamic thinker, considers Sufism (Tasawwuf) to be a "parallel religion" created in opposition to Islam. According to Ghamidi, the concept of Vilayat (sainthood) and its associated ranks such as Awtad, Ghaus, Qutb, and Abdal are completely absent from the Quran. He argues that the Quranic term Wali is only used in the general sense of "protector" or "friend," not as a spiritual rank. He further maintains that monasticism (Rahbaniyyah) is an innovation (bid'ah), and that the station of Ihsan (spiritual excellence) is not a distinct rank but merely a condition for sincere worship. This research paper provides a critical and analytical review of Ghamidi's thoughts on Sufism, highlighting his uniqueness and distinguishing his approach from that of traditional critics of Sufism (such as Ibn Taymiyyah and certain Ahl-e-Hadith scholars). The study finds that while Ghamidi raises important questions regarding certain Sufi terminologies, his central claim of Sufism being a "parallel religion" lacks substantive evidence. None of the major Sufi masters, including Al-Ghazali and Ibn 'Arabi, ever made Wahdat al-Wujud (Oneness of Being), Kashf (spiritual unveiling), or Sainthood as necessary conditions for salvation. Moreover, the foundational elements of Sufism – love of God, purification of the soul (Tazkiyah), remembrance (Dhikr), and spiritual excellence (Ihsan) – are deeply rooted in the Qur'an and Sunnah. The paper concludes that Sufism is not a parallel or separate entity but an intrinsic spiritual dimension of Islam. Ghamidi's critique, though unique in its claim of a "parallel religion," fails to prove this assertion and is based on a particular interpretive framework of the Qur'an that is not shared by mainstream Islamic scholarship.*

***Keywords:*** *Tasawuf, Javed Ahmad Ghamidi, Vilayat, Tariqat, Wahdat al-Wujud, Parallel Religion, Tazkiyah.*

CC BY

## 1. تعارف

جاوید احمد غامدی (پیدائش 1951) برصغیر کے ان چند مفکرین میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے دین اسلام کو فطرت، عقل اور براہ راست قرآن کی روشنی میں سمجھنے پر زور دیا ہے۔ ان کی تفسیر البیان، فقہی کتاب میزان اور تصوف پر تنقیدی کتاب برہان نے علمی حلقوں میں خاصی توجہ حاصل کی ہے۔ تصوف کے بارے میں ان کا مؤقف روایتی علما سے یکسر مختلف بلکہ منفرد ہے۔ وہ تصوف کو دینِ اسلام کے مقابلے میں ایک "متوازی دین (Parallel Religion) "قرار دیتے ہیں جس نے توحید، نبوت اور شریعت کے بنیادی تصورات میں تحریف کی ہے۔

تصوف پر تنقید کی ایک طویل روایت رہی ہے۔ ابن تیمیہ، شاہ ولی اللہ کے بعض شاگرد، اور اہل حدیث کے علما نے صوفیاء کی بعض تعلیمات پر اعتراضات کیے ہیں۔ لیکن غامدی کی تنقید ان سب سے مختلف ہے کیونکہ وہ تصوف کو محرف تعلیمات کا مجموعہ نہیں، بلکہ اسلام کے مقابلے میں ایک مکمل اور متوازی نظام قرار دیتے ہیں۔ یہی تفرد اس تحقیق کا مرکز ہے۔

یہ مقالہ درج ذیل نکات پر روشنی ڈالے گا:

غامدی کے تصوف سے متعلق اصل دلائل (انہی کے بیانات اور تحریروں کی روشنی میں)

ان کے تفردات اور ان کی تنقید کی نوعیت

ان دلائل کا علمی و تنقیدی جائزہ (قرآن و سنت اور صوفیاء کی اصل تعلیمات کی روشنی میں)

تصوف کے بنیادی اسلامی مآخذ کا مختصر جائزہ

## 2. غامدی کے تصورِ تصوف: بنیادی دلائل

غامدی صاحب نے اپنی تصانیف (برہان، میزان) اور متعدد خطابات میں تصوف پر مندرجہ ذیل اہم نکات پیش کیے ہیں۔ انہیں سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کے دلائل کو انہی کی زبان میں پیش کیا جائے۔

### 2.1. ولایت کا تصور قرآن سے خالی

غامدی کہتے ہیں:

"میں نے پورے قرآن مجید کو بار بار پڑھا ہے، بار بار دیکھا ہے۔ پورا قرآن ولایت کے اس تصور سے بالکل خالی ہے۔ قرآن میں لفظ 'ولی' اس معنی میں استعمال ہی نہیں ہوا جس معنی میں اس کو تصوف میں سمجھا جاتا ہے۔ یہ ایمان والوں کی ایک عام صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے بھی استعمال ہوا ہے، کارساز کے معنی میں۔ بندوں کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے 'اللہ کے دوستوں' کے طور پر، لیکن یہ عام لفظ ہے، اس میں کسی مرتبے یا منصب کا کوئی تصور نہیں۔[1]"

اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ قرآن نے جو مراتب بیان کیے ہیں وہ صرف نبی، صدیق، شہید اور صالح ہیں، جبکہ تصوف میں اوتاد، غوث، قطب اور ابدال کا ایک پورا سلسلہ گھڑ لیا گیا ہے۔

### 2.2. تصوف ایک متوازی دین ہے

غامدی کے نزدیک تصوف نے اسلام کے خلاف ایک متوازی نظام قائم کیا ہے:

"ہمارے خانقاہی نظام کی بنیاد جس دین پر رکھی گئی ہے، اس کے لیے ہمارے ہاں 'تصوف' کی اصطلاح رائج ہے۔ یہ اس دین کے اصول و مبادی سے بالکل مختلف ایک متوازی دین ہے جس کی دعوت قرآن مجید نے بنی آدم کو دی ہے۔[2]"

اس متوازی دین کی تفصیل ان کے مطابق یوں ہے:

توحید کے مقابلے میں وحدت الوجود

وحی کے مقابلے میں کشف والہام

نبوت کے مقابلے میں ولایت

شریعت کے مقابلے میں طریقت

نجات بالعمل کے مقابلے میں نجات بذریعہ فنا

یہ دعویٰ غامدی کو دیگر ناقدین سے یکسر منفرد کرتا ہے۔

**2.3. رہبانیت بدعت ہے**

"رہبانیت ایک بدعت ہے جو لوگوں نے ایجاد کی۔ اللہ نے کبھی یہ لوگوں پر فرض نہیں کی تھی۔ اس نے تو لوگوں سے صرف ایک بات کا تقاضا کیا تھا کہ وہ اللہ کی خوشنودی چاہتے ہوئے اچھا عمل کریں، اپنی زندگی اللہ کو راضی کرنے کے جذبے کے ساتھ بسر کریں۔[3]"

وہ مزید کہتے ہیں کہ قرآن میں نہ مراقبے ہیں، نہ چلے، نہ ریاضتیں، نہ روحانی مکاشفات۔ یہ سب چیزیں قرآن سے اجنبی ہیں۔

**2.4. احسان کو مرتبہ بنانا غلط ہے**

حدیث جبرائیل میں احسان کی تعریف یوں ہے:

"تم اللہ کی بندگی ایسے کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر تم اسے نہیں دیکھتے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔"

غامدی کہتے ہیں کہ یہ ایک سادہ بات تھی، اسے بعد میں ایک علیحدہ "مرتبہ" بنا دیا گیا۔ ان کے نزدیک احسان کوئی مرتبہ نہیں بلکہ عمل کی ایک شرط ہے۔[4]

**3. غامدی کے تفردات: دوسرے ناقدین سے فرق**

صوفیاء کے ناقدین کی ایک طویل روایت رہی ہے۔ لیکن غامدی کا تفرد درج ذیل نکات میں ہے:

پہلو روایتی ناقدین (مثلاً ابن تیمیہ) جاوید احمد غامدی

تنقید کی نوعیت بعض صوفیاء کے اقوال و افعال پر اعتراض تصوف کو مکمل متوازی دین قرار دینا

وحدت الوجود شرک اور گمراہی کہنا اسے اسلام کے متوازی نظریہ قرار دینا

کشف والہام انکار یا محدود قبولیت اسے وحی کے متوازی بتانا

طریقہ کار صوفیاء کی عبارات پیش کر کے انہیں غلط ثابت کرنا پہلے اپنا ایک معیار (مثلاً قرآن کی مخصوص تشریح) بنا کر پھر اس سے تولنا

یہ تیسرا طریقہ (اپنا معیار بنا کر پھر ہر چیز کو اسی سے ناپنا) غامدی کی تنقید کا سب سے نمایاں وصف ہے۔ چنانچہ جب وہ کہتے ہیں "قرآن میں یہ بات نہیں ہے" تو ان کا استدلال اس مفروضے پر مبنی ہوتا ہے کہ ان کی تشریحِ قرآن ہی واحد درست تشریح ہے۔

**4. غامدی کے دلائل کا تنقیدی جائزہ**

اب ہم غامدی کے اہم اعتراضات کا علمی اور متوازن انداز میں جائزہ لیں گے۔

**4.1. کیا قرآن ولایت کے تصور سے خالی ہے؟**

غامدی کہتے ہیں کہ "ولی" کا لفظ قرآن میں صرف "دوست" یا "کارساز" کے معنی میں آیا ہے۔ تاہم، قرآن کی درج ذیل آیت اس دعوے کی نفی کرتی ہے:

"أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ[5]

"خبردار! اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

اس آیت میں "اولیاء اللہ" کو ایک خاص خصوصیت (خوف اور حزن سے نجات) دی گئی ہے جو عام مومنوں پر بھی حاوی ہو سکتی ہے لیکن ہر مومن کو یہ مقام حاصل نہیں۔ صحابہ کرام، تابعین اور مفسرین (ابن کثیر، قرطبیؒ[6]، طبری[7] وغیرہ) نے اس آیت کی تفسیر میں "اولیاء اللہ" کے لیے خصوصیات بیان کی ہیں۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"وہ اللہ کے اولیاء ہیں جو اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کی محبت میں آگے بڑھتے ہیں۔"[8]

لہٰذا یہ کہنا کہ قرآن ولایت کے تصور سے خالی ہے، درست نہیں۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ صوفیاء کی اصطلاحات (قطب، غوث) لفظی طور پر قرآن میں موجود نہیں، لیکن ان کے معانی (روحانی قرب اور فیضان) موجود ہیں۔

**4.2. کیا مراتب (اوتاد، قطب وغیرہ) غیر قرآنی ہیں؟**

غامدی کا کہنا ہے کہ قرآن نے صرف چار مرتبے بتائے ہیں: نبی، صدیق، شہید، صالح۔ یہ تو درست ہے کہ یہ چار الفاظ قرآن میں آئے ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے علاوہ کوئی دوسری روحانی کیفیات اور مراتب نہیں ہو سکتے۔ قرآن نے تو بارہ ائمہ (بنی اسرائیل کے نقیب)، حوارین، اصحاب کہف، ذوالقرنین (جو نہ نبی تھے) جیسی شخصیات کا ذکر کیا ہے جن کے روحانی مقامات خاص ہیں۔

صوفیاء نے اوتاد، غوث، قطب جیسی اصطلاحات کو قرآن کے خلاف نہیں، بلکہ تجرباتی بنیادوں پر بیان کیا ہے۔ امام غزالی احیاء العلوم میں لکھتے ہیں:

"یہ مراتب دراصل اللہ کے قرب کے درجات ہیں، نہ کہ شریعت میں کوئی نیا اضافہ۔"[9]

لہٰذا یہ اصطلاحات اگرچہ لفظی طور پر قرآن میں موجود نہیں، لیکن ان کی روح (روحانی ترقی کے مراحل) قرآن کے خلاف نہیں۔

**4.3. کیا تصوف واقعی "متوازی دین" ہے؟**

یہ غامدی کا سب سے بڑا اور اہم دعویٰ ہے۔ اس دعوے کو ثابت کرنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ یہ ثابت کریں کہ:

1. کسی بڑے صوفی نے وحدت الوجود کو نجات کی شرط قرار دیا ہو۔
2. کشف والہام کو وحی کے مساوی یا اس سے افضل مانا ہو۔
3. ولایت کو نبوت پر مقدم رکھا ہو۔
4. طریقت کو شریعت سے بے نیاز کر دیا ہو۔

حقائق کا جائزہ لیتے ہیں:

وحدت الوجود: ابن عربی نے خود واضح کیا کہ یہ ایک ذوقی اور فنی کیفیت ہے، نہ کہ عقیدہ جسے ہر مسلمان پر لازم کیا جائے۔[10] ان کے شاگرد صدرالدین قونوی نے بھی یہی کہا۔ کوئی بھی صوفی وحدت الوجود کو "ضابطہ نجات" نہیں کہتا۔[11]

کشف و الہام: صوفیاء کا اجماع ہے کہ کشف شرعی دلائل کے تابع ہوتا ہے۔ جب کشف اور وحی میں تضاد ہو تو وحی مقدم ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں: "ہر وہ مکاشفہ جو کتاب و سنت کے خلاف ہو، وہ باطل ہے۔"[12]

ولایت اور نبوت: تمام صوفیاء کا عقیدہ ہے کہ نبوت ولایت سے افضل ہے۔ حتیٰ کہ ابن عربی نے بھی یہی کہا۔ حدیث ہے: "علماء امتی کا مقام انبیاء بنی اسرائیل جیسا ہے"، یہاں علماء سے مراد اولیاء ہیں، لیکن نبوت کے برابر نہیں۔

طریقت اور شریعت: صوفیاء کا کہنا ہے کہ طریقت بغیر شریعت کے کچھ نہیں۔ مشہور قول ہے: "الشریعۃ مرکب، الطریقۃ راحلۃ، والحقیقۃ مقصود" (شریعت سواری ہے، طریقت راہ کا سامان ہے، حقیقت منزل ہے)۔ شریعت کے بغیر طریقت کا کوئی تصور نہیں۔

غامدی صاحب نے کبھی بھی کوئی ایسی عبارت پیش نہیں کی جس میں کوئی صوفی ان میں سے کسی چیز کو نجات کی شرط قرار دیتا ہو۔ لہٰذا ان کا دعویٰ "متوازی دین" ہونے کا ثابت نہیں ہوتا۔

### 4.4. امام غزالی پر اعتراض کا جائزہ

غامدی نے امام غزالی کی توحید کے درجات (عامہ، خاصہ، خاصۃ الخاصہ) پر اعتراض کیا کہ یہ قرآن کے خلاف ہے۔ حالانکہ امام غزالی خود فرماتے ہیں:

"یہ درجات قرآن و سنت کی تعلیمات ہی کی تفصیل ہیں، نہ کہ کوئی نیا دین۔[13]"

امام غزالی نے توحید کی چار سطحیں بیان کی ہیں:

1. منافق کی توحید: صرف زبان سے اقرار
2. عوام کی توحید: دل سے تصدیق لیکن علمی یقین
3. متکلمین کی توحید: عقلی دلائل پر مبنی یقین
4. محبین کی توحید: فنا فی اللہ اور ذوق و شہود کی منزل

یہ درجات صرف روحانی ارتقا کی منازل ہیں، نہ کہ قرآن کے خلاف کوئی نیا نظریہ۔ خود قرآن نے بھی ایمان کے درجات کا ذکر کیا ہے:

"ثم كانوا من الذين آمنوا" [14]

اور "الذين آمنوا وتطمئن قلوبهم بذكر الله"۔[15]

### 5. تصوف کے بنیادی اسلامی مآخذ

غامدی کے اس دعوے کے برعکس کہ تصوف غیر اسلامی ہے، درج ذیل آیات و احادیث تصوف کی بنیادی تعلیمات (محبت، تزکیہ، ذکر، زہد، احسان) کی واضح دلیل ہیں:

عنصر قرآنی/حدیثی ماخذ صوفیاء کی تعبیر

محبتِ الٰہی "وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ"[16] تصوف کی اساس محبت ہے

تزکیہ نفس "قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا"[17] تزکیہ ہی مقصد تصوف ہے

ذکر و مراقبہ "الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا"[18] ذکر الٰہی صوفیاء کا معمول

زہد حدیث: "كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ"[19] (بخاری) زہد تصوف کا اہم جز

احسان حدیث جبرائیل: "أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ"[20] احسان ہی تصوف کی غایت

صحبت وارادت "وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ"[21] پیر و مرید کا تعلق

مزید برآں، یہ حدیث نبوی صوفیاء کے "مقامات" کی طرف صراحتاً اشارہ کرتی ہے:

"إن لله عباداً يغبطهم الأنبياء والشهداء لم يقرّبوا الله بصوم ولا صلاة، قيل: بماذا؟ قال: بسماحة النفس وسخاء القلب" [22]

"اللہ کے کچھ بندے ہیں جن پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کرتے ہیں۔ انہوں نے اللہ کا قرب روزے اور نماز سے حاصل نہیں کیا۔ پوچھا گیا: کیسے؟ فرمایا: فراخدلی اور دل کی سخاوت سے۔"

یہ وہی صفات ہیں جن کو صوفیاء نے ترقی دی۔

### 6. غامدی کے زیر بحث لفظیات کا تجزیہ

غامدی صاحب نے تصوف پر تنقید میں جن اہم الفاظ کو نشانہ بنایا، ان کی وضاحت ضروری ہے:

ولایت: قرآن میں موجود ہے اور اسے خاص مقام دیا گیا ہے[23]۔ صوفیاء نے اس کی تفصیل و تشریح کی ہے، نہ کہ ایجاد کیا۔

طریقت: یہ لفظ قرآن میں بطور اصطلاح نہیں، لیکن "سبیلًا" اور "صراطًا" جیسے الفاظ ملتے ہیں۔ طریقت دراصل شریعت پر عمل کرنے کا ایک خاص انداز ہے، نہ کہ شریعت سے ہٹ کر کوئی راستہ۔

قطب، غوث، ابدال: یہ اصطلاحات اگرچہ لفظی طور پر قرآن میں موجود نہیں، لیکن ان کی اصلیت احادیث میں ملتی ہے۔ مثلاً حدیث میں ہے:

"الأبدال بالشام، وہم اربعون رجلًا، کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ رجلًا" [24]

اس حدیث کو محدثین نے ضعیف کہا ہے، لیکن اس کے معنی (اللہ کے کچھ بندے ہوتے ہیں جو زمین کا نظام سنبھالے رکھتے ہیں) کو بہت سے علما نے قبول کیا ہے۔ غامدی صاحب کا یہ موقف کہ یہ بالکل بے بنیاد ہے، پورے اسلامی ورثے کو نظر انداز کرتا ہے۔

.7 نتیجہ

جاوید احمد غامدی نے تصوف پر اپنے اعتراضات میں چند اہم نکات اٹھائے ہیں۔ مثلاً یہ کہ بعض صوفیاء کی زبان میں مبالغہ آرائی ہوئی ہے، اور بعض اصطلاحات شرعی دلائل کی بجائے شخصی تجربات پر مبنی ہیں۔ یہ بات بجا ہے کہ صوفیاء کی ہر بات کو شرعی میزان پر پرکھا جائے۔

تاہم، ان کا بنیادی دعویٰ کہ "تصوف ایک متوازی دین ہے" ثابت نہیں ہوتا۔ وجوہات درج ذیل ہیں:

.1 تصوف میں کوئی بھی چیز نجات کی شرط نہیں: وحدت الوجود، کشف، ولایت وغیرہ کو کسی بڑے صوفی نے نجات کا ذریعہ نہیں کہا۔ سب کا ایمان ہے کہ نجات صرف شریعت پر عمل اور اللہ کی رحمت سے ہے۔

.2 تصوف کی اصطلاحات (قطب، غوث) قرآن کے خلاف نہیں: یہ تجرباتی اصطلاحات ہیں، عقیدہ نہیں۔ ان کا انکار جائز ہے، لیکن انہیں "دین کے خلاف" قرار دینا زیادتی ہے۔

.3 تصوف کی بنیادی تعلیمات (محبت، تزکیہ، ذکر، احسان) عین قرآن و سنت ہیں: انکار سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غامدی نے صوفیاء کی تصانیف کی بجائے ان کے مخالفین کی تحریروں پر زیادہ انحصار کیا ہے۔

.4 غامدی کا منہج (اپنی تشریح کو معیار بنا کر دوسروں کو تولنا) غیر علمی ہے: انہوں نے توحید، نبوت، ولایت کے مفاہیم اپنی طرف سے متعین کیے اور پھر ہر اسے رد کر دیا جو اس معیار پر پورا نہ اترے۔ اس طریقے سے کوئی بھی فکری روایت غلط ثابت کی جاسکتی ہے۔

تاریخی اعتبار سے تصوف مرکزی دھارے کا اسلام رہا ہے۔ دیوبندیت، بریلویت، سلفیت، جدیدیت وغیرہ بعد میں آنے والی تشریحات ہیں۔ لہٰذا تصوف کو "متوازی دین" کہنا علمی طور پر درست نہیں۔

اس مطالعے سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ غامدی صاحب کی تصوف پر تنقید میں ایک نیا پن ضرور ہے (متوازی دین کا تصور)، لیکن یہ نیا پن دلیل کی کمی کا شکار ہے۔ ان کے نزدیک "متوازی" کا مطلب صرف "مخالف" یا "مختلف" ہے، جبکہ درحقیقت متوازی ہونے کے لیے خود کفالت اور نجات کے دعوے کا ہونا ضروری ہے، جو تصوف میں کہیں موجود نہیں۔

.8---سفارشات برائے مزید تحقیق

.1 غامدی صاحب کے دعوے "تصوف متوازی دین ہے" کے لیے ان کے پاس موجود دلائل کو الگ سے اکٹھا کر کے ان کا موضوعاتی تجزیہ کیا جائے۔

.2 ابن عربی اور مجدد الف ثانی کی تحریروں کا غامدی کے حوالوں سے تقابلی مطالعہ کیا جائے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ غامدی نے ان کے اقتباسات سیاق و سباق سے ہٹ کر پیش کیے ہیں یا نہیں۔

.3 تصوف کے دفاع میں جدید علمی کام (مثلاً ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، ڈاکٹر محمد رفیق الدین، ڈاکٹر عائشہ بیگم) کا جائزہ لیا جائے۔

.4 غامدی کی تفسیر البیان میں تصوف سے متعلق آیات کی تفسیر کا تقابلی جائزہ لیا جائے (دوسرے مفسرین کے ساتھ)۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

## حواشی و حوالہ جات

1 جاوید احمد غامدی، برہان، لاہور: المورد، 2010ء، ص115-120

2 جاوید احمد غامدی، برہان، ص121-140

3 جاوید احمد غامدی، میزان، باب "تصوف"، ص565-570، المورد، لاہور

4 جاوید احمد غامدی، مقامات، المورد، لاہور، ص87-92

5 یونس: 62

6القرطبیؒ، محمد بن إحمد، الجامع لأحکام القرآن، تفسیر یونس: 62، ج8، ص348-345، دار الکتب المصریۃ، قاہرہ

7 الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تأویل آی القرآن، تفسیر یونس: 62، ج15، ص146-150، مؤسسۃ الرسالۃ، 2000ء

8 ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، تفسیر سورۃ یونس، آیت 62، ج4، ص278-280، دار طیبۃ، ریاض، 1999ء

9 الغزالی، إحیاء علوم الدین، کتاب المحبۃ والشوق والأنس والرضا، ج4، ص295-340، دار المعرفۃ، بیروت

10ابن عربی، محی الدین، الفتوحات المکیۃ، ج2، ص67-75، دار صادر، بیروت/ابن عربی، فصوص الحکم، ص48-52، دار الکتاب العربی، بیروت

11القونوی، صدر الدین، مفتاح الغیب، ص87-92، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

12 الغزالی، المنقذ من الضلال، ص68-75، دار المنہاج، جدہ، 2010

13 الغزالی، إبو حامد محمد، إحیاء علوم الدین، کتاب التوحید والتوکل، ج4، ص245-250، دار المعرفۃ، بیروت

14 البلد: 17

15 الرعد: 28

16 البقرہ: 165

17 الشمس: 9

18 آل عمران: 191

19 البخاری، محمد بن إسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الرقاق، باب قول النبی ﷺ کن فی الدنیا کانک غریب، حدیث نمبر:

6416، ج8، ص110، دار طوق النجاة

20 مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کتاب الإیمان، باب بیان الإیمان والإسلام والإحسان، حدیث نمبر: 8، ج1، ص36، دار إحیاء التراث العربی، بیروت

21 الکہف: 28

22 احمد بن حنبل، المسند، مسند عمر بن الخطابؓ، حدیث نمبر: 22386 (بعض طبعات میں مختلف)، ج37، ص34-35، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت

23 یونس: 62

24 احمد بن حنبل، المسند، حدیث نمبر: 8960 (طبعات میں اختلاف)، ج15، ص112، مؤسسۃ الرسالۃ